

قیمت سالانہ
پانچ روپے
پینچ روپے
دو روپے

شمس الاسلام

جلد ۱۶ بھیرہ (پنجاب) محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق جنوری ۱۹۴۵ء نمبر

دیکھتے جاؤ!

دسمبر کے جلسہ میں قادیان جانے والوں سے

(طالوت)

رقیب قادیان کی کامرانی دیکھتے جاؤ،
نہیں دیکھی اگر تم نے کبھی تلبیس ابلیسی
نمونہ دیکھنا ہو کچھ جو اعجازِ تکلم کا
رگِ باطل پھڑک اٹھتی ہے جس پر زور دینے سو
چلو آئے تو ہودا رفتن کی سیر کرنے کو
پرستانِ خلافت تک اگر قسمت نہ لے جائے
غیاںِ حلت و حرمت مٹایا جسکی کوشش نے

ذرا حشر نکاح آسمانی دیکھتے جاؤ
تو تاویل غلام قادیانی دیکھتے جاؤ
پچاس الماریوں کی بذرانی دیکھتے جاؤ
دنی ہے قادیان میں وہ کہانی دیکھتے جاؤ
یہیں ہے حفرۂ ابلیس ثانی دیکھتے جاؤ
تو قصرِ میزائے آبخانی دیکھتے جاؤ
یہیں ہوگا وہ زندلا مکانی دیکھتے جاؤ

کبھی محمود کی پیشانی پر ہے صاف لفظوں میں
بخاری کی محبت کی کہانی دیکھتے جاؤ!

سلام

بر شہدائے اسلام

(از سیما اکبر آبادی)

سوزِ دل کا نہ زباں میں ہوتا جوشِ پیدائہ اذان میں ہوتا
تم نہ ہوتے تو جہاں میں ہوتا کُفر کا درد بجائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

تم سے ہے عالم فانی کو ثبات تم سے پُر نور فنا زار کی رات
ہو تمہیں جلوہ جاوید حیات تم سے روشن ہے فضائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

فی الحقیقت یہ جہان ایجاد ہے تصرف سے تمہارے آباد
قصرِ ملت کی تمہیں ہو بنیاد تم سے مضبوط بنائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

رگِ ہستی میں تمہارا ہے لہو رنگِ عالم میں تمہاری خوشبو
سرخِ روتھ سے ہے یہ نرم نمونہ اور گل خیز ہوائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

اے نجیب و شرفائے اسلام اے انیس در فقائے اسلام
اے شجاع و زعمائے اسلام ہو تمہیں وجہ بقائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

اے عمرہ فاتح روم و ایران اور اے جامع قرآن عثمان رضی
اے علی رضی صاحبِ علم و عرفان تم سے راضی ہے خدائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

اے حسین رضی ابن علی رضی رسول اے حسن رضی اے جگر و جان قبول
ہوئیں قربانیاں تم سب کی قبول تم نے دی جان برائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

اے عرب و رجم کے شہداء رہبر و راہِ رواہِ خدا
بزمِ عالم میں تمہیں سے گونجا نعرۂ بانگِ ورائے اسلام
السلام اے شہدائے اسلام

موت سے پہلے کیا خود کو فنا موت کا وارہی چلنے نہ دیا

مقصودِ زلیت تمہیں نے سمجھا الصلوٰۃ اے عرفائے اسلام

(ماخوذ از نفیر غم)

السلام اے شہدائے اسلام

سرخِ نپیل کا نشان { یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخِ نپیل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی
میں عدا اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست
ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ
نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ پرچہ بذریعہ وی پی آر سال
خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (مینجر)

مذہب

تو کیوں سنی نہ ہوا؟

”جواب“ میں سنی کیوں نہ ہوا؟ مندرجہ رسالہ البرہان (دہلی)

(ازمدین)

:(۱):

لہذا (غزوہ بابل) وہ حضورؐ پر سچے دل سے ایمان لانے والے اور ”معدہ“ میں داخل بھی نہ تھے۔ ہم نے جواب میں نہایت تفصیل کے ساتھ اُن میں سے بعض ضعیف روایات کی تضعیف کی اور تحقیقی رنگ میں تاریخی واقعات کی صحیح تشریح کر کے بتایا کہ صحابہ کرام کے باہمی معاملات نہایت خوش اسلوبی اور برادرانہ طور و طریق سے طے ہوتے رہے۔ اور ان کے سینے تباض و معاندت، کینہ و حسد کی کدورتوں سے صاف ہو چکی تھے۔ اُن حضرات کو ان آلائشوں سے ملوث یقین کرنا اور ان کے متعلق کسی اعتقادی، اخلاقی خرابی منسوب کرنا اور بدعت سردارِ دُعا و عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآنی آیت و ”یُزِکِّہُمْ“ کی تکذیب ہے جو حضورؐ و صحابہؓ کے متعلق مختلف جگہوں میں ذکر کی گئی ہے۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام سفر و حضر، میدانِ جہاد، اور مسجد نبویؐ میں سخی اور نرمی کے مواقع پر ہمیشہ حضورؐ کی معیت میں رہے۔ آپؐ کی رفاقت کی تو الذین معدہ کے مصداق

ٹھہرے اور ان ”الذین معدہ“ کے متعلق علیم وخبیر عالم السرِّ والنجفی خداوندِ عالم خبر دے رہے ہیں۔ مرحامہ بلینہم اب اس کے باوجود یہ کہتے پھرتے کہ صحابہ کرام نہ

جعفری صاحب نے ”البرہان“ میں اپنے ”سنی نہ ہونے“ کی وجہ بیان کرتے ہوئے کوئی ایسی بات پیش نہیں کی ہے جس کا انہیں گذشتہ سال مکمل جواب نہ دیا گیا ہو۔ سب و شتم اور طعن و تشنیع کے سوا اور کوئی کام کی ایسی بات لکھی نہیں گئی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ واقعی جعفری صاحب نے حق کی تلاش میں مصطفیٰؐ جتو سے کام لیا ہے۔ اور اہل سنت والجماعہ کے زمرہ میں داخل ہو کر شریعت کی مختلف پابندیاں قبول کرنے کی راہ میں واقعی اُن کو کچھ رکاوٹیں پیش آئی ہیں جن کا دور کرنا ضروری ہے۔ جعفری صاحب کے لب و لہجہ اور طرزِ عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنی بے راہ روی اور زبردستی شیعیت منوانے ہی سے صرف مذہبِ شیعہ کو حق ثابت کرنا چاہتے ہیں اور تمام مورخین، تمام علمائے کرام، اور تمام مسلمانوں کو خارجی قرار دے کر اپنے زعم میں دائرہ اسلام سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔

گذشتہ سال بھی جعفری صاحب نے یہی کہا تھا اور چند ادھر ادھر کی سنی سنی باتیں اور ”تاریخی روایتیں“ لکھی تھیں کہ صحابہ کرامؓ، مرحامہ بلینہم کے مصداق نہ تھے

”مہاجراء بنینہم“ کا مصداق نہ تھے۔ ان کی آپس میں نفسانیت کی بناء پر عداوتیں تھیں، بغض و عناد تھا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ صریحاً کلام الہی کی کج تائید والے اللہ تعالیٰ کی، اور اس کے بھیجے ہوئے ان آیتوں کے سننے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اور خدا اور رسول کی ایسی کھلم کھلا تکذیب اگر کفر بواجب نہیں تو کفر اس کے سوا اور کس چیز کا نام ہوگا۔ اب جعفری صاحب خود سوچیں اور ذرا انصاف کے کام لے کر بتائیں کہ ان کا ان حضرات کو ”مہاجراء بنینہم“ کے مصداق سے کاننا خود ان کے لئے کیا نتیجہ پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا اور گتوں کی عوٹوں سے باؤ تباہ کی زرافشانی اور ضیاء پاشی میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔

مرد مرے فشانہ و سگ بانگ می زند

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان نفوس قدسیہ کے مراتب و منازل اور مدارج رفیعہ ہیں۔ ان کے اور اک سے ہمارا علم و نظر اور محیط تحریر میں لے آنے سے ہمارا قلم عاجز ہے۔ اور کج تک ”قرۃ شیعہ“ کے سوا باقی کافروں کے تمام مختلف گروہ بھی ہر زمانہ میں ان کے مناقب و مدائح بیان کرنے پر گویا رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔

ہم نے لکھا تھا کہ جب صحابہ کرامؓ کی جماعت کے لاکھوں افراد میں سے سوائے چار یا پانچ کے بقول شیعہ اور کوئی اس کا مصداق نہیں اس لئے کہ تاریخ نے ہم کو چند جزئی واقعات اور فلاں فلاں قصے ایسے بتلا دیئے جن سے ہم نے نتیجہ قائم کر دیا کہ ان کی آپس میں ہر وقت خانہ جنگی اور دشمنی تھی اور محبت و اُلفت و رحم و تعلق بالکل مفقود تھا، تو پھر تمام شیعہ حضرات اور خصوصاً جعفری صاحب سے ہم سوال کرتے ہیں کہ جن چار حضرات کو آپ لاکھوں کی جماعت میں سے تینے کر کے صرف ان کو مومن، سچے صحابی، اور مہاجراء بنینہم کا مصداق سمجھتے ہیں آپ کے اس مقرر کردہ اصول کی بناء پر وہ بھی اس

آیت کا مصداق نہیں بن سکتے۔ کیونکہ خود شیعوں کی کتابوں میں ایسی روایتیں بکثرت موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار حضرات کی بھی آپس میں عداوت رہی۔ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہے۔ اور ہر ایک نے دوسرے کو سخت سست کہا۔ تو آپ کے مسلمات اور آپ کی روایتوں کی رو سے ثابت ہوا کہ وہ بھی ”مہاجراء بنینہم“ سے نکل گئے پس اب بتاؤ کہ وہ کون اشخاص ہیں جو الذین معہ بھی ہیں اور مہاجراء بنینہم بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ شیعہ کسی ایک فرد کو بھی متعین نہیں کر سکتے۔ تو کیا قرآن پاک کی یہ آیت بے معنی ہے، اس کا مصداق کوئی نہیں، ہم نے گزشتہ سال کے سلسلہ مضامین میں ہی پوچھا اور منتظر تھے کہ جعفری صاحب شاید کچھ اس بارے میں لب کشائی کریں گے۔ لیکن انہوں نے قلم اٹھاتے ہی گالیاں شروع کیں اور ہمارے سوال کے جواب کو مٹس بھی نہیں کیا۔ ہمیں جعفری صاحب کی علمی قابلیت اور خصوصاً عربی زبان سے پوری اجنبیت معلوم تھی، اس لئے صرف اس غرض سے کہ ہمارے پیش کردہ حوالے ایسے ہوں جن کی کتابوں سے تصدیق کرنے میں، اور اصل واقعہ معلوم کرنے میں اپنی بے مانگی اور بے بضاعتی کی وجہ سے جعفری صاحب کو تکلیف نہ ہو، تاریخ طبری، یا کامل ابن اثیر یا البیہ والنبیہ وغیرہ عربی تاریخوں کے حوالے باوجود موجود ہونے کے نہ دیئے، بلکہ صرف ان کی سہولت کی خاطر عام فہم اور بے آسانی دستیاب ہونے والی تاریخ اسلام نجیب آبادی کے حوالے دیئے مگر ہماری اس خیر خواہی اور رعایت کو محسوس نہ کر کے ہم کو اس نے اس کا بھی طعنہ دیا اور شیعہ ذہنیت کا پورا پورا مظاہرہ کیا اور اسی طرح یقیناً کسی رسالہ میں رد پنج انکرامہ نام دیکھا اور وہی لکھ مارا۔ ہم نے تقریباً لکھا کہ جعفری صاحب نے کسی رسالہ سے بے سوچے سمجھے یہ نام نقل کیا ہے۔ سال بھر کے بعد معلوم نہیں کتنے لوگوں سے گڑ گڑا کر پوچھنے کے بعد اب

لگا لیتے ہیں۔ بلکہ ہر وقت اسی تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کہیں سے کوئی مخالف قرآن روایت مل جائے۔ تاکلاس کی آپٹلے کر قرآن پاک کی تکذیب کریں، اور اپنے عقیدہ تحریف قرآن کے لئے اس کو ثبوت بنا کر اپنے مذہب کی تقویت کا سامان کریں۔

پس اسی شیعہ نظریہ کی بنا پر جعفری صاحب بھی چند روایتوں کو یہاں بنا کر قرآن پاک کی آیت کے انکار پر تلے چکے ہیں۔ ہم نے ان روایتوں کی تطبیق کی، آپس میں رفت و ملاطفت اور برادرانہ تعلقات کے بہت سے واقعات کی طرف اشارہ کیا جن سے واضح ہو جاتا ہے، کہ وہاں نہ عداوت تھی، نہ معاندت اور نہ تھا حسد و بغاوت، بالکل فالٹ بین قلوب کہ فاصحتہ بنہ عصمتہ، اخوانا کے مصداق اور بھائیوں سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے لئے ایثار کرنے والے، مگر جعفری صاحب پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ اسی بات کو دہرا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سوال کا کسی سے جواب نہ ہو سکا اس لئے میں سستی نہ ہوا، ہمیں پہلے سے یقین تھا کہ آپ نہ سستی ہوں گے اور نہ تحقیق حق کے خیال سے مضمون نگاری کا پیسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ ”سستی ہو کر وہ تقریبی مشاغل اور وہ دلچسپیاں اور عیاشیاں کہاں حاصل ہو سکتی ہیں جو شیعہ ہو کر ہر وقت حاصل ہیں۔“ (باقی آئندہ)

جعفری صاحب دذاتے اور اپنی ہمہ دانی جھٹاتے ہوئے کہتے ہیں کہ روایح الکرامہ سے مراد منہاج السنۃ ہے۔ بہت اچھا حضور! آپ کی لیاقت مسلم، لیکن حلفیہ طور سے یہ بتا دیجئے، کہ کیا آپ نے منہاج السنۃ کتاب کی زیارت بھی کی ہے؟ اور کیا آپ اس کتاب کی عبارت کی ایک سطر صحیح پڑھنے پر بھی قادر ہیں؟ جعفری صاحب، کم از کم یہی ایک بات اپنا مذہبی فریضہ ”تقیہ“ چھوڑ کر سچ سچ بیان فرمادیں۔

روایات کی بنا پر قرآن کی تعلیط

ہم نے لکھا تھا کہ روایات جس قدر بھی ہوں اخبار آحاد ہیں اور وہ بھی اکثر ضعیف و مجرد اور قصہ گوئیوں کی حکایتیں ہوتی ہیں۔ تاریخی روایتوں میں پورے چھان بین، اور جرح و تنقید سے کام نہیں لیا گیا اس لئے وہ سب درجہ غلطیات میں ہیں۔ اور قرآن پاک تو اس سے ثابت اور قطعی ہے لہذا جہاں کہیں روایات اور قرآن پاک کی قطعی الدلالتہ آیت میں تعارض واقع ہو۔ ہم قرآن پاک کی آیت کو قطعی تسلیم کرتے ہوئے ان روایتوں کی مناسب تاویل و تشریح کریں گے اور اگر نہ ہو سکے تو صاف طور سے ان کی تعلیط کریں گے۔ روایت کی تعلیط کر کے کسی مؤرخ کی غلط فہمی یا راوی کے خطا و تسبیان پر محمول کرنا اللہ تعالیٰ کی تکذیب سے بدرجہا آسان ہے۔ بلکہ ضروری ہے۔ اس لئے ہمارے دل تمام ایسی روایتیں جن سے صحابہ کرام کے درمیان عداوت اور بغض و عناد مفہوم ہوتا ہو قابل تاویل ہیں اور یا قابل ترک، کیونکہ ان کو صحیح مان کر ہم س حواء جینہم کی تکذیب کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ اور روافض کا چونکہ قرآن پاک پر ایمان نہیں، ان کے دل قرآن پاک کی طرف ہے، اس لئے وہ قرآن پاک کی آیتوں پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے جلدی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور روایتوں کو سینہ سے

امسال مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا پندرہواں

عظیم الشان سالانہ

معرضہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۵ء بروز جمعہ ہفتہ، اول

برمقام جامع مسجد مجہدہ منعقد ہوگا۔ شائقین اس ناموزع

میں شمولیت کیلئے تاریخیں نوٹ کر لیں۔

ناظم حزب الانصار مجہدہ (پنجاب)

مبہم، لغو و مہمل الہامات سے بھری پڑی ہیں۔ اس لئے ناواقف و آنکھ جان لوگوں کو شکار کرنے کے لئے لاہوری مرزائی اس کی کتابوں کی پٹاری میں سے چند ایسے حوالے سیاق و سباق کو چھوڑ کر پیش کر دیتے ہیں۔ جن سے مجاہد کو یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اپنے کسی منکر کی تکفیر نہیں کی۔ انبیاء کرام کی توہین نہیں کی بلکہ خانہ خدا میں اس نے حلفیہ طور سے اہل سنت و الجماعت کے معتقدات پر ایمان ظاہر کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور ان فریب کاریوں اور دھوکہ بازیوں کی وجہ سے بہت سے لوگ لاہوری مرزائیوں کو خطرناک اور دشمن اسلام اور کافر و مرتد قرار دینے میں تامل کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر واقعہ تو یہ ہے کہ قادیانی اور لاہوری دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اور دونوں اس ضال و مضل کے پیرو اور معتقد مرید ہیں جن نے حضرت خاتم الانبیاء اور دوسرے انبیاء عظیم صلوٰۃ اللہ علیہم کی توہین کی۔ نبوت کا دعویٰ کیا، لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور مدنی آقا کی غلامی سے چھڑا کر مسلمانوں کو طاعت کے سامنے جھکایا۔

انجمن احمدیہ کے اس ٹریکٹ میں ازالۃ الادہام ص ۱۳ کا یہ حوالہ تو پیش کیا گیا ہے کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے، لیکن اس کو کیوں چھپایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے واسطے مکالمہ الہی ثابت کیا۔ دعویٰ کیا کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ احکام و شرائع کو بدل دیا۔ اپنے الہامات و وحی کو جو کہ درحقیقت دسواں ابلیس ہے اس نے قرآن مجید اور دوسری کتب سماویہ کی طرح قطعی اور یقینی قرار دے دی۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں :-

۱، مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل

ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۹)
 ۲، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد دفعہ (ایک غلطی کا ازالہ)
 ۳، اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے منوالہ نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے، جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۴، میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۱)

۵، میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں۔ جیسا کہ توریت و انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں (تبلیغ رسالت جلد ہشتم اشتہار مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

۶، مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت انجیل اور قرآن کریم پر (اربعین نمبر ص ۲۵)

۷، اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام کھا جائے تو میں جُز سے کم نہیں ہوگا (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۹)

۸، اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ہوالذی

اس سلسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی
الدین کلہ (اعجاز احمدی ص ۶)

(۹) ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی ہمت کے لئے ایک قانون مقرر کر دیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم ذلک اذکی لہم براہین احمدیہ میں درج ہے، اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی۔ اور اب ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین ص ۶)

(۱۰) چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور میری وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا الخ (حاشیہ ص ۴۰ اربعین)

مرزا صاحب کی کتابوں میں اپنی وحی والہامات کے متعلق اس قسم کے حوالے بہت سے ملتے ہیں۔ تو کیا خود مرزا جی نے اپنے ”ازالہ“ والے قول کی خود تردید نہیں کی؟ لاہوری

مرزائی کیوں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قصور کا ایک ہی رخ دکھاتے ہیں۔ مرزا جی نے لکھا ہے :-

(۱) ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (دست بچن ص ۱)

(۲) اس شخص کی حالت ایک مجبوظ الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلاتا قض اپنے کلام میں رکھتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۸)

(۳) کسی سچیا عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوش مد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے (دست بچن ص ۱)

(۴) جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)

مرزا جی کے کلام میں تناقض آپ نے دیکھ لیا اور جس کے کلام میں تناقض ہو خود مرزا جی اس کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ پاگل، مجنون، منافق، مجبوظ الحواس اور کذاب ہوتا ہے۔ تو اپنے فیصلہ ہی کی بنا پر متناقض کلام کرنے والا مرزا جی، پاگل و مجنون، منافق و مجبوظ الحواس

لے اس الہام میں علاوہ دعوت نبوت تشریعی کے یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس آیت کے مصداق گویا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا جی ہی صرف اس کا مصداق ہیں (تو ہی کے لفظ پر غور کرو) اور اس دعویٰ کے قطعاً کفر اور تکذیب قرآن ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ مرزا جی نے بہت سی ان آیتوں کو اپنے متعلق قرار دیا ہے۔ جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا گیا ہے یا جن میں آپ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اور اس طرح سے حضور کی توہین اور قرآن پاک کی تحریف کے شدید ترین اور کفریہ جرائم کا ارتکاب کیا (بخوف لطو) وہ تمام حوالے نقل نہیں کئے جاسکتے) ایسے کفر بواح کے بعد مرزا جی کے کفر میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں نکل سکتی

سکھ معلوم ہوا کہ براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں یعنی ابتدا ہی سے مرزا صاحب اپنے صاحب الشریعت نبی ہونے اور اس کی وحی اور کلام خداوندی میں امر و نہی ہونے کے مدعی ہیں۔ اگرچہ ابتداء میں چند خصوصی مصالح کی بنا پر کھل کر اس میدان میں آنے اور دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ لیکن آخر آشکارا ہو ہی گئے۔

سے خارج ہو چکے ہیں۔ اب جو کوئی ان کے اقوال کفریہ کی تاویل کرے اور اس کو صرف مسلمان بھی ثابت کرے وہ بھی مسلمانوں کے زمرہ سے خارج اور کفر و اوج کا مرتکب ہے۔ اور اس بنا پر علمائے کرام کا یہ متفقہ فتوے ہے کہ قادیانیوں کی طرح لاہوری بھی کافر اور مرتد اور امت محمدی سے باہر ہیں۔ اشاعتِ آئندہ میں مرزا صاحب کے چند دعوائے نبوت اور لاہوریوں کے کفر و ارتداد کی وجوہات کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

اور کذاب ٹھہرتے ہیں۔ تو کیا لاہوری مرزائی لوگوں کو یہ دعوت دے کر خود پاگل و مغبوط الحواس نہیں بنے کہ ایسے پاگل و منافق اور کذاب و مجنون کو محمد و مادی، مسیح موعود اور کیا کیسا تسلیم کریں، مجددیت و محدثیت اور جہدیت و مسیحیت وغیرہ کا مرتبہ تو بعد کو زیر بحث ہو گا۔ پہلے یہ تو ثابت کیا جائے کہ مرزا صاحب کوئی عاقل انسان بھی تھے، صحیح الدماغ اور سلیم الحواس بھی تھے اور مسلمان بھی تھے، آپچوہم بتا دیں گے کہ نبوت تشریفی کا دعویٰ کر کے، انبیاء کرام کی توہین کر کے اور دوسری ضروریاتِ دین کا انکار کر کے مرزا جی دائرہ اسلام

استفسار

”غنیۃ الطالبین اور فرقہ مرجیہ“

(از ادا سہ)

غنیۃ الطالبین کی جس عبارت سے حنفیہ پر مرجیہ ہونے کا الزام نقل کیا ہے اور نیز حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیادت سے جس شذوذ کے ساتھ انکار کیا گیا ہے اس کا جواب تو قریبی اشاعت میں ضروری ہے فقط والسلام۔ قاضی غلام محمد ازدار برٹن ضلع شیخوپورہ

الجواب

محترم آپ کا ارسال کردہ مجموعہ ”موعظہ حسنہ“ دیکھا واقعی اس میں کوئی نئی بات، کوئی نیا نکتہ اور کوئی نیا حوالہ نہیں سینکڑوں جس سے شیعہ مجتہدین نے زور لگا لگا کر بڑی تلاش و جستجو کے بعد جس بیت عنکبت کو اپنے زعم میں شیعوں کو پھینکانے کا مضبوط جال سمجھ کر تیار کیا ہے۔

یہاں بھی صرف وہی دام پھیلا یا گیا ہے۔ تاکہ حوالوں اور کتابوں کے ناموں سے ناواقف لوگ مرعوب ہو کر باطل کو

حائری لاہوری شیعہ مجتہد کی سلسلہ کی تقریروں کا مجموعہ ”موعظہ حسنہ“ کے نام سے شیعہ اس علاقہ میں پھیلا کر ناواقف مسیوں کو گمراہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس مجموعہ میں اگرچہ نئی بات تو کوئی نہیں۔ وہی مذکور، احتراق باب فاطمہ، احتراق قرآن، وغیرہ ہزار بار کے دہرائے ہوئے قصے پھر دہرائے گئے ہیں۔ لیکن ان پڑھ اور عام مسلمان بھائی جنہیں صحیح واقعات اور شیعہ تبلیغات کا علم نہیں وہ ان حوالوں کو دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے ضرور مرعوب و حیران ہو جاتے ہیں، اس لئے عرض ہے، کہ آپ اپنے موقر رسالہ شمس الاسلام میں سلسلہ وار ان تمام باطل کی قطعی کھول کر صراطِ مستقیم کو واضح کریں۔ تاکہ بہت سے ایسے قارئین کرام جن کو شیعوں کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے، وہ شیعوں کو میدانِ مباحثہ میں نرک دے سکیں۔

حق سمجھیں۔ ان تمام باتوں کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے حوالوں میں جو چوخیانتیں، بے ایمانیاں شیعوں کا شیوہ رہا ہے اس کا مظاہرہ یہاں بھی پورے طور سے ہو رہا ہے۔ چونکہ رسالہ شمس الاسلام تبلیغی مقاصد اور مزانیوں، شیعوں وغیرہ اہل باطل کی مکاریوں کو طشت از باہم کرنے اور مسلمانوں کو ان فریب کاروں کی فریب کاریوں سے خبردار کرنے کے لئے جاری ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ مسلسل اشاعتوں میں اس کا جواب دیا جائیگا لیکن جیسا کہ آپ نے بھی کہا ہے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق جواب اسی اشاعت میں دیدیتے ہیں اے حاجی صاحب نے اپنے ”موعظہ حسنہ“ کے مقالہ ہشتم میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق دو بحثیں کی ہیں ایک تو سارا زور بیان صرف کر دیا ہے۔ کہ غوث اعظمؒ سید نہیں تھے ان کی سیادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ان کا ہونا صرف ایک افسانہ اور خلاف حقیقت شہرت ہے۔

دوسری یہ کہ اخاف کو حضرت شیخؒ سے بدظن کرنے کے لئے یا حضرت شیخؒ کے متعقدین کو حضرت امام ابو حنیفہؒ سے بدگمان و متنفر کرنے کے لئے یہ زور لگادیا ہے۔ کہ غنیۃ الطالبین میں حضرت غوث اعظم نے حنفیہ کو مرجہ قرار دیا ہے اور پھر مرجہ کو گمراہ فرقوں میں اور برے مذہب والوں میں شمار کیا ہے گویا نعوذ باللہ حضرت شیخ عبدالقادر کی نظروں میں حنفیہ گمراہ اور بد مذہب ہیں۔

ولاء و شہاد کی روشنی میں ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ حنی سید اور واقعی شریف النسب تھے۔ لیکن آج کی اس صحبت میں ہم اس چیز کو قصداً اس غرض کے لئے ملتوی کرتے ہیں کہ شاید کسی گیلانی سید کو یہ غیرت آجائے اور وہ اپنے جد امجد کی اس توہین کو محسوس کر کے اس پر قلم اٹھا دے۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ سرزمین پنجاب کے بعض گیلانی سادات اور غوث اعظمؒ کی اولاد میں سے بعض لوگ "شیعوں کی محبت اہل بیت" کے بے تحقیق

۱۔ کہ لے دوغہ "الطالمیہ" اور حنفیہ "سار" سے

دعویٰ کی بنا پر شیعیت کی طرف مائل ہوتے ہیں اور علماء کرام کے اس سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتے کہ جس غوثِ اعظمؒ کی گیارہویں لے کر اور جس کے نام کی طرف انتساب کی وجہ سے عوام کی نظروں میں معزز و موثر بنے ہو، اُن کے ہاں شیعہ فرقہ کس قدر گمراہ اور ضابطہ مستقیم سے برگشتہ ہے اور شیعہوں کی نظروں میں حضرت غوثِ اعظمؒ کی کیا حیثیت ہے؟ اس کتاب کو دیکھ کر گیلانی سادات کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں، کہ شیعہ مجتہدین کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت غوثِ اعظمؒ ”اہل بیت“ میں سے نہیں ہیں پس اُن ساداتِ کرام کا فرض ہے کہ یا تو وہ بھی اعلان کر کے کہیں کہ ہم غوثِ اعظمؒ کی اولاد نہیں۔ یا اگر اولاد ہیں تو پھر اہل بیت نہیں۔ اور اگر دونوں میں سے کسی بات کے لئے وہ تیار نہیں ہو سکتے تو پھر خدا را شیعیت اور شیعیت کے میلان سب کو ترک کر کے میدان میں نکلیں اور اس فرقہ کا ہر طرح مقابلہ کر کے استیصال کریں، جن سے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و آبرو محفوظ رہ سکی اور نہ انہوں نے اولیائے اُمت کی کسر شان میں کچھ کوتاہی کی۔ ہم منتظر رہیں گے کہ کوئی گیلانی سید عارضی کی تردید میں تحقیقی مضمون لکھ کر بھیجیں گے۔ ورنہ نہ

وگر نه بکام من آید جواب

من و گرز و میدان و افراسیاب

ہمارا اگر ذِ قلم ان باطل کی سرکوبی اور عاڑی کو حیران کرنے کے لئے بجز اللہ و بعونہ کافی ہے۔

ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ جیلانیؒ کی کتاب ہے۔ یقیناً اُن کی ہے اور ردِ شرک و بدعات اور ردِ فُض و تشیع میں ایک بہترین کتاب ہے۔ خدا کرے کہ ساداتِ کرام حضرت شیخؒ کے اس آئینہ میں شیعوں کے خد و خال کا معائنہ کریں۔ لیکن صحابہ کرامؓ اور اولیائے امت کے ساتھ بغض و عناد کی نحوست کا اثر ہے۔ کہ ردِ افض سے فہم و دانش سلب اور عقل و سمجھ غما ہے۔ اس لئے اس کی

[illegible]

”شیخ صاحب مہدوح حنفیوں اور ان کے امام ابو حنیفہؒ صاحب کو گمراہ فرقوں میں شمار کرتے ہیں“ کس قدر کھلم کھلو اور فریب کاری ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ کسی امام کی تقلید ایک تو یہ ہے کہ تمام اصول و فروع، عقائد و اعمال میں کی جائے یعنی جس عقیدہ و مسلک پر وہ امام و مجتہد ہیں مقلد بھی اعمال فرعی میں تقلید کے ساتھ ساتھ اپنا اعتقاد بھی ویسا ہی قائم رکھے جو اس امام کا رہا۔ اور بعض صرف فروع و جزئیات میں تو کسی امام کے مقلد ہوتے ہیں لیکن عقائد میں اس کا مسلک وہی نہیں ہوتا جو اس امام کا ہوتا ہے۔ چنانچہ بہت سے مشہور لوگ ایسے گذرے ہیں جو فروعات میں تو حنفی تھے یعنی فقہی اعمال میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے لیکن عقائد میں معتزلہ تھے۔ مثلاً شیخ عبدالقادر جرجانی، یا علامہ جبار اللہ زحشری یا زاہدی وغیرہ۔ اسی طرح بعض ایسے بھی تھے جو فروعات میں تو حنفیہ تھے لیکن عقائد میں مرجیہ تھے۔ پس حقیقت کے اعتبار سے وہ پورے حنفی نہ تھے۔ لیکن صرف فروعات میں تقلید کی وجہ سے اوزیر حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شہرت و حیثیت کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ”حنفی“ کہتے اور عام لوگ بھی ان کے اس ادعاء اور ”عملی حنفیت“ کی بنا پر ان کو ”حنفی“ سمجھتے۔ لیکن حقیقت کے اس لباس میں وہ عقیدہ ارجاء کو بیان کرتے۔ جس سے ظاہر ہیں کہ یہی وہم ہو سکتا تھا کہ شاید تمام حنفیہ ایسے ہیں حالانکہ انہو ایسا نہیں تھا۔ اس لئے حضرت غوث اعظمؒ نے مرجیہ کے فرقہ کو شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں۔ جو ”حنفیہ“ کہلاتے ہیں۔ اور پھر اس کی تشریح بھی کی کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب بعض وہ لوگ ہیں جن کے عقیدے یہی ہیں جو مرجیہ والوں کے۔ اب خود غور کرنا چاہئے، کہ ”حنفی“ جرجانی، حنفی زحشری، حنفی زاہدی، کے اعتزال سے نہ امام صاحب معتزلہ بنتے ہیں اور نہ اور تمام احناف کرام، اسی طرح بعض ”حنفیہ“ کہلانے والے

عبارتوں کے صحیح مطلب سمجھنے اور حقیقت حال معلوم کرنے سے وہ محروم رہ گئے ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ حضرت غوث اعظمؒ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے اور عقائد سلف کو ترک کرانے والے مختلف فرقے بیان فرماتے ہیں، جن میں سے ایک نام ”حنفیہ“ بتلادیا۔ اگر صرف اتنا ہی فرماتے تو پھر بھی جب کہ تمام احناف کی کتابوں میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حنفیہ کا مسلک و عقیدہ صاف طور سے اس طرح پر بیان ہوا ہے جو مرجیہ سے بالکل علیحدہ ہے تو یہ کہہ دینا کہ حضرت غوث اعظمؒ متعارف فرقہ حنفیہ کو جو امام صاحب کے اصول و فروع میں پیرو ہیں مرجیہ قرار دیتے ہیں غلط ہوتا اور یہ جملہ تشریح طلب رہتا۔ لیکن پھر بھی شاید کم فہم کو وہم ہو جاتا اس لئے حضرت غوث اعظمؒ نے آگے جا کر خود اس لفظ ”حنفیہ“ کی تشریح کر دی۔ جس سے حقیقت کھل گئی۔ اور اس وہم کا موقع ہی نہ رہا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی

حنیفۃ النعمان بن ثابت زعمرا

ان الایمان ہوا المعرفۃ والاقرار باللہ

ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی

ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب الشجرۃ۔

”بعض اصحاب ابی حنیفہؒ کے اقوال سے معلوم ہوا

کہ عام احناف اور خود امام ابو حنیفہؒ مرجیہ میں

نہیں ہیں، بلکہ بعض لوگ ہیں جو کہ ”اصحاب

ابی حنیفہؒ“ ہیں۔ اور بعض بھی ایسے جن کے

عقائد یہ ہیں ان الایمان ہوا المعرفۃ الخ

پس معلوم ہوا کہ جن اصحاب ابی حنیفہؒ کے یہ عقائد

نہ ہوں وہ مرجیہ نہیں۔ اور احناف کی تمام کتابیں اور خود

حضرت امام کی کتاب فقہ اکبر اور اس کی شرح اٹھا کر دیکھیے

کہ ان کا مسلک و عقیدہ کیا ہے، اور ”ارجاء“ سے اس کا کس

قدر تباہ و تباہ ہے۔ اب حاضری صاحب کا یہ کہنا، کہ

حارثی صاحب کو خود پتہ تھا کہ ”بعض“ کے لفظ نے میرے لئے تمام تلبیسات کا راستہ بند کر رکھا ہے اور عبارت پر غور کرنے والے کو خود حقیقت معلوم ہو جائے گی اس لئے حاشیہ کتاب پر تاویل شروع کرنے لگا۔ اور ایسی بات لکھ دی جس کو دیکھ کر اس کے عقل و فہم پر یا دجل و تبلیس پر بے اختیار ہنسی اور غصہ آجاتا ہے۔

غرض جو شخص عدل و انصاف کی نظر سے حضرت شیخ کی عبارت میں غور کرے گا۔ اور نیز اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ بہت سے لوگ ایسے بھی گذرے ہیں جو ”ادعائی حنفی“ تھے اور ائمہ احناف کے عقائد مرجعہ کے عقائد سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ بالکل اس سے یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حضرت شیخ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اور تمام حنفیوں کو مرجعہ میں شمار کر دیا۔

کے ”ارجاء“ سے نہ امام صاحب اور نہ احناف مرجعہ بن سکتے ہیں اور نہ غوث اعظمؒ نے ان کو مرجعہ فرمایا ہے۔ دیکھئے حضرت غوث الاعظمؒ شیعوں کے متعلق فرماتے ہیں وھم شیعۃ علیؑ۔ حضرت کا مطلب یہ نہیں کہ فرقہ شیعہ حضرت علیؑ کے وائسی پیرو اور حقیقی متبع اور شیعہ (گردہ) ہے بلکہ صرف اتنا ہی تلمذ ہے کہ اس گردہ کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم حضرت علیؑ کے ”شیعہ“ ہیں اور ان کے صرف اس ادعائی بناء پر ان کو شیعہ علیؑ فرمایا۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے حقیقی پیرو اور متبع نہ یہ متعارف ”شیعہ“ ہیں اور نہ وہ گمراہ فرقوں میں داخل ہیں، بس اسی طرح ”ادعائی حنفیہ“ جو حقیقت میں عقائد کے اعتبار سے تو امام اعظمؒ کے متبع نہ تھے ان کو حنفیہ سے تعبیر کر کے اور پھر بعض اصحاب ابی حنیفہؒ سے اس کی تبیین کر کے مرجعہ میں ان کو شمار کر دیا ہے۔

”کتاب الامتہ والسیاستہ کے متعلق دارالمصنفین کا مکتوب“ (از مولانا سیاح الدین صاحب کاناہیل)

مولوی عبدالوحید صاحب صدیقی مدیر رسالہ ”دارالعلوم“ نے ہم کو بھیج کر لکھا ہے کہ ”مناسب ہو گا اس خط کو ملاحظہ فرما کر آپ اس کے متعلق کچھ تحریر فرماویں۔ تاکہ ان کے خط کے ساتھ ہی آپ کی تحریر بھی شائع ہو سکے“ چنانچہ اسی بناء پر میں نے مختصر طور پر کچھ تحریر کر کے ”دارالعلوم“ میں سید صاحب موصوف کے خط کے ساتھ ساتھ شائع ہونے کے لئے ارسال کر دیا۔ امید ہے کہ دارالعلوم میں دونوں مراسلے شائع ہو جائیں گے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کرام کو بھی اس خط و کتابت سے آگاہ کریں۔ اس لئے سید ریاست علی صاحب کا مد خط اور پھر ہمارے دل سے بھجوا ہوا حوالی عرض ہے

کتاب الامتہ والسیاستہ کے متعلق جو ابن قیمہ کی طرف غلط تبسوب ہے ایک مفصل اور تحقیقی مضمون جریدہ شمس الاسلام میں شائع کیا گیا تھا اور نیز وہی مضمون دارالعلوم دیوبند کے ماہوار رسالہ ”دارالعلوم“ بابت ماہ ذوی الحجہ ۱۳۸۶ھ میں بھی شائع کرایا گیا تھا اور مضمون کے آخر میں ہندوستان کے علمی ادارہ ”دارالمصنفین اعظم“ سے ایک سوال کیا گیا تھا۔ رسالہ ”دارالعلوم“ میں شائع ہو جانے کے بعد محمد اللہ اراکین دارالمصنفین نے توجہ فرمائی۔ اور مولوی سعید ریاست علی صاحب ندوی نے دارالمصنفین سے ”دارالعلوم“ کے

دونوں یہاں شائع کرتے ہیں۔ سابقہ مضمون کے لکھنے سے بھی ہمارا مقصد یہی تھا کہ علمی ماحول میں اس کتاب کو زیر بحث لا کر اس پر تحقیقی تنقید کی جائے۔ اور ابن قتیبہ کے نام سے اس کو تاریخی وقعت و عظمت دے کر شیعہ جو اس سے استدلال پیش کرتے اور باطل مذہب کی تائید حاصل کرتے ہیں اس کا تدارک ہو جائے، امید ہے کہ قارئین کرام اس سلسلہ کے مضامین کو غور و شوق سے پڑھیں گے۔

(سیلح الدین کا کاخیل)

محرم زاد محکم

السلام علیکم۔ ماہنامہ دارالعلوم بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ آج نظر سے گذرا۔ اور اس کے آخری صفحہ ۲۹۴ پر ایک تختانی عنوان ”ارکان دارالمصنفین اعظم گڑھ سے ایک سوال“ دیکھنے میں آیا۔ یہ اس مضمون کا آخری حصہ ہے جو کتاب الامامۃ والسیاستہ پر اس میں شائع ہوا ہے اس میں مرقوم ہے :-

دارالمصنفین نے جس قدر کتابیں شائع کی ہیں ان میں محققانہ رنگ غالب ہے۔ مگر الامامۃ والسیاستہ کو ابن قتیبہ دینوری کی کتاب ظاہر کرنے میں ذرا اس کے حوالہ دینے میں ان سے تسامح ہوا ہے۔ تاریخ اسلام اور دیگر تصنیفات میں کئی جگہ اس کتاب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کے بارے میں انہوں نے تحقیق سے کام نہیں لیا۔ اور وہ اسے ابن قتیبہ دینوری المتوفی ۳۸۶ھ کی تصنیف سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی کوئی دلیل جیسا کہ عرض کر چکا موجود نہیں (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند) اس پر بیعت کے ذریعہ محترم مضمون نگار کے

بیان مندرجہ بالا کی تصحیح مقصود ہے۔ راقم سطور کی کتاب تاریخ صقلیہ میں بعض موقوفوں پر کتاب الامامۃ والسیاستہ سے بعض امور لئے گئے ہیں۔ لیکن اس موقع پر اس کتاب کی حقیقت اور اس کے اخذ کرنے کے وجوہ کی طرف بھی حاشیہ میں اشارات کر دیئے گئے ہیں اور اس کتاب کے متعلق آپ کے لائق مضمون نگار ۱۹۴۷ء میں جس نتیجہ پر پہنچے ہیں تاریخ صقلیہ میں اس کتاب کی اس حیثیت کو تسلیم میں مختصراً واضح کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ دارالمصنفین کی اس تصنیف میں جو ۳۳۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ لفظ ”صقلیہ“ کے تلفظ و املا کے بحث کے ضمن میں حسب ذیل عبارت تین کتابیں مندرج ہے :-

بعض عرب مورخین کی تصنیفات میں اس کو سبیلیہ یا صبقیلیہ لکھا گیا ہے۔ چنانچہ قدیم تصنیفات میں سے کتاب الامامۃ والسیاستہ میں اس کا بھی تلفظ و املا ملتا ہے۔ پھر اس متن پر ایک تعلیق درج کر کے حسب ذیل تصریح کی گئی ہے :-

۱۔ کتاب الامامۃ والسیاستہ ۳۳۷ء یہ ابن قتیبہ متوفی ۳۸۶ھ کی طرف منسوب ہے۔ اگرچہ یہ انتساب صحیح نہیں مگر اس کے قدیم مصنفات میں سے ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس لئے اس موقع (یعنی عربوں میں ابتداء لفظ صقلیہ کے تلفظ و املا کے متعلق) پر استشاد صحیح ہے علاوہ ازیں اس کے متعلق ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ ابن شبابہ کی تالیف ہے مگر یہ امر واقعہ ہے تو یہ رائے

مضمون نگار نے مختلف حلقوں کے اہل علم کو مخاطب فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ کوئی صاحب نظر اس پر توجہ فرمائیں گے۔ اور اس کتاب کے سلسلہ کے مختلف گوشے نگاہوں کے سامنے آجائیں گے۔ اگر کسی صاحب کو توجہ فرمانے کی فرصت نہ مل سکے۔ اور ضرورت باقی رہے تو اس سلسلہ میں جو معروضات ممکن ہو سکیں گے انشاء اللہ وہ کسی مناسب فرصت کے موقع پر پیش خدمت ہو سکیں گے۔ اُمید ہے کہ اس عریضہ کو شائع فرما کر ایک غلط فہمی کے دور ہونے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

والسلام۔ سید ریاست علی ندوی

جناب محترم مولانا عبدالوحید صاحب زاد محمدی
جناب مولانا سید ریاست علی صاحب ندوی
کا خط پڑا جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے
۳۳ء ہی میں یہ رائے قائم کی تھی۔ کہ یہ
کتاب علامہ ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے
اگرچہ یہ انتساب صحیح نہیں الخ "تاریخ صقلیہ
میری نظر سے نہیں گذری اور اس کے علاوہ
دارالمصنفین کی بعض اور تاریخی کتابوں میں
جگہ جگہ کتاب الامامہ والسیاستہ کے حوالے
بار بار دیکھے۔ چونکہ اس کتاب میں شیعوں کی
تائید کے لئے کافی مواد موجود ہے اور علامہ
ابن قتیبہؒ کی تصنیف ہونے کی حیثیت سے
وہ ہمیشہ مناظروں میں مضامین میں بطور
حجت اہل سنت کے مقابلہ میں اس کو پیش
کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خود شیعوں
کے ہاں یہ کتاب تاریخی واقعات کے لئے

اور زیادہ صحیح ہو جاتی ہے کہ عربوں نے اس
"سبک کبلیہ" ہی کی وجہ سے صقلیہ کہا کیونکہ
اس تجزیہ کی یہ روایت ابن شبا ط کے ہاں
منقول ہے اور کتاب الامامہ کا صقلیہ دراصل
"سبک کبلیہ" ہی ہے۔ (تاریخ صقلیہ جلد اول)
اُمید ہے کہ تاریخ صقلیہ کی مندرجہ بالا مقتبس
عبارت آپ کے محترم مضمون نگار کے اس بیان
ورائے کی تصحیح کے لئے کافی سمجھی جائے گی۔
جو انہوں نے دارالمصنفین کے کارکنوں کے
متعلق قائم فرمائی تھی۔ کہ وہ کتاب کو ابن قتیبہؒ
کی تصنیف سمجھتے ہیں اور اسی حیثیت سے اس
کو ماتخذ میں داخل کیا گیا ہے۔

اس عریضہ کے ذریعہ محض اسی کی تصحیح مقصود
تھی۔ براہ نوازش ان سطروں کو اپنے ہاشم
میں شائع فرما کر شکریہ ادا فرمائیں۔ باقی یہ
سوالات کہ یہ کس کی تصنیف ہے پھر جو بھی
مصنف ہو اس نے تمام واقعات و روایات
اس طرح قلم بند کئے تھے جس طرح اس کے مطبوعہ
نسخے میں چھپے ہیں یا خاص خاص موقوف پر
الحاقی روایتیں اور عبارتیں بھی اس میں پائی
جاتی ہیں۔ اس کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں کی
عبارتوں میں کیسے فی بائی جاتی ہے یا بہت
زیادہ تفاوت ہے۔ پھر یہ بھی کہ آیا اس کی
تمام روایتیں مشکوک و مشتبہ ہیں اور سرے
سے یہ معلومات کے لئے لائق اخذ نہیں یا اس
سے اخذ و استفادہ کے کچھ حدود و قیود
و شرائط ہیں یہ اور اسی نوعیت کے مختلف
مسائل ہیں جو اس کتاب کے سلسلہ میں غور
نہایت سے کرنا ضروری ہے۔

کی تصنیفات میں اس کو مآخذ قرار دینے سے ضرور اس کتاب کی اہمیت بڑھتی اور اہل باطل کو اپنے دعوے کی تائید مل جاتی ہے۔ اس لئے میں نے اس کتاب کے متعلق تحقیقی مضمون لکھتے وقت آخر میں یہ ضروری سمجھا کہ اراکین دار المصنفین بھی اس کتاب کی حیثیت اور علامہ ابن قتیبہ کی تصنیف نہ ہونے اور اس کے تاریخی اغلاط و تسامحات پر مفصل تبصرہ فرمائیں۔ تاکہ یہ وہم بھی دور ہو جائے کہ انہوں نے اس لئے اس کو مآخذ قرار دیا ہے کہ اُن کے ہاں یہ کتاب معتبر ہے اور نیز ایک علمی ادارہ کی طرف سے تحقیقی تبصرہ کے بعد اہل سنت کے اس نظریہ کی مزید تقویت و تائید ہو جائے گی۔ کہ کسی شیعہ مصنف کی تصنیف ہونے اور تاریخی غلطیوں کی وجہ سے یہ ہم پر حجت نہیں ہو سکتی۔

الحمد للہ کہ سید ریاست علی صاحب ندوی نے ۱۳۳۳ء میں اس کے انتساب کے صحیح نہ ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ

وہ ضرور فرصت نکال کر اس کے متعلق مزید علمی تبصرہ فرمائیں گے۔ میرے مضمون کی اشاعت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس کتاب کو منظر عام پر لا کر اس کے متعلق اہل علم خاصہ فرسائی کریں اور اس سلسلہ میں پوری تنقید کی جائے۔ لیکن ایک عرض میں بھی اجمالاً کہے دیتا ہوں کہ جب ایک کتاب تاریخی لحاظ سے سخت مشتبہ ہے اور غلط انتساب کے ساتھ مشہور ہے اور واقعی مصنف کی ابھی تک یقینی تشخیص نہیں ہوئی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ صحیح تواریخ کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ تو کیا ضرورت ہے کہ اس کے تحقیقی نقطہ نظر سے لکھے ہوئے مضامین و تصانیف میں اس کے حوالے دیئے جائیں اور گویا اس طرح اس کتاب کی وقعت و منزلت بڑھائی جائے۔ ہمارا مقصد یہی کچھ پہلے بھی تھا اور اب بھی رائے یہی ہے اگر ہمیں ضرورت محسوس ہوئی تو اپنی اس رائے کی تائید میں دلائل و شواہد بھی پیش کریں گے۔ ۱۰ رجب ۱۴۲۳ھ روز یکشنبہ

ضروری اطلاع۔ بعض مشکلات کی وجہ سے موجودہ پرچہ ۱۶ صفحات کا شائع ہوا ہے۔ آئندہ پرچہ میں کمی پوری کر دی جائیگی۔ انشاء اللہ (مدیر)

محرم پر رونے سمیٹے والوں سے
(طاہوت)

عظمتِ رفتہ اسلاف کو رونے والو! } شانِ اسلام کو رو رو کے ڈبونے والو!
اسوۂِ خواجہ شرب ہے رہِ حسنِ عمل } اس کی تقلید کرو وقت کو کھونے والو!

وسط ہند اور جنوبی ہند میں جدید فتنہ الحاد و بد دینی کے پاگل خانہ میں ایک دلچسپ اضافہ

(۵)

(از جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ جھاؤ فی مہو۔)

چلے قصہ ختم ہوا۔ اب نجات کی جان کے بھی لالے
پرٹکے۔ نہ اقرار میں آرام ہے نہ انکار میں چین ہے، اب
بخشش ہو تو کیسے؟ خیر! ایک لطیفہ اور سن لیجئے مرزا
جی کا ”استعارہ کے رنگ میں“ حاملہ ہونا اور مریم سے
ابن مریم بن جانا تو آپ نے سن ہی لیا ہے اب ان کا
شیش (چید) چن، یوٹیشور کہتا ہے:-

”وَجَنَّا بَكَ عَلٰی هٰؤَلَاءِ شَهِيدَا

کے مطابق حسب بشارت گناہ مقام سے

امینوں میں ایک ایسی طاقت کو کھڑا کیا

جو مسیح گر ہے اور وہ وجود رسولوں کو جمع

کرنے والا ہے جس کی خانقاہ میں وارث

انبیاء پیدا ہوتے ہیں، مریم بن کر آکر بیٹھے

ہیں مسیح بن کر نکلتے ہیں۔ چوتھے آسمان سے

ساتویں آسمان تک سیر کرائی جاتی ہے۔

کوئی نور اور کوئی ابراہیم ہے، کوئی یحییٰ

اور کوئی نارو ہے، کوئی موسیٰ اور کوئی طایع

جمع کمالات کا خطاب پایا ہوا ہے، کوئی

ھر لیا اور کوئی بسویشور اور کوئی زہرہ

ہے۔“

دیکھا آپ نے اس انبیاء سازی کے کارخانے کو؟ اگر کچھ
پینے کا شوق ہے تو جائیے پہلے خانقاہ میں مریم بیٹے کیونکہ
بغیر مریم بنے آپ عیسیٰ نہیں ہو سکتے، اس کے بعد جب آپ کی

لیاقت اور آپ کا ظرف اس نکتہ نوازیں کچھ قیامت کا مستحق سمجھا
جانے لگا تو پھر آپ کو ترقی مل جائے گی۔ ممکن ہے آپ ہر تیار
یا نارو بنادیتے جائیں، ممکن ہے آپ نور یا ابراہیم بنادیتے
جائیں، یا موسیٰ یا زہرہ بیون بنا کر چھوڑ دیتے جائیں، یا
آپ کو ساتویں آسمان پر معراج کرا دی جائے آپ غلطی نہ
سمجھئے، یہ منہسی کھیل نہیں ہے، م
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدہ بینا نہ ہوا

لکھتا ہے ”آخرین کے سردار صدیق دیندار کی صحبت سے کئی

مثیل انبیاء بنے اور بن رہے ہیں جو خانقاہ میں زندگی

وقف کر کے بیٹھتے وہ مریم بن جانا ہے جب وہ میرا

میں نکلتا ہے تو مسیح بن کر نکلتا ہے اس طرح مردوں

کو زندہ کرنے والے ہماری خانقاہ سے نکل رہے ہیں

گوئے بول رہے ہیں۔ جن کو اللہ نے یحییٰ و موسیٰ

پکارا وہ میری بیعت میں ہیں۔ مولوی عبد اللہ تھانوی

(شاید یہ وہی ہیں جنہیں آواز آئی تھی ”یا ایہا النبی تیار“

میں رہو) جو مثیل یحییٰ ہیں انہوں نے ہمارے جلال کو

دیکھ کر لکھ لکھ لکھ کر کہا ہے کہ امر بالمعروف میں میں آپ کا متبع

ہوں۔ اور احمد حسین صاحب جن کو اللہ نے موسیٰ پکارا

وہ میری بیعت کردہ ہیں۔ اور قاسم علی صاحب جن کی

مماثلت نور کی ہے وہ بھی میری بیعت میں ہیں۔ پُرانت

پر لیا سید رسول صاحب میری بیعت میں ہیں میرے

متبعین میں سید قاسم صاحب گر نگر و جن کو اللہ نے م

مقربان رب یہاں ہیں، گلشن اولیاء یہی ہیں، یہاں سب سے بڑی نعمت خدا کا دیدار ہے۔“ (باقی ایشور)

لے دعوت صلا لے دعوت صلا